سوال

ں پر کا(526)ہم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ج۹۷ کے مجلہ میں پڑھا جوکہ اسٹیٹ لائف انشورنش کمپنی کے بارے میں تھا ۔ آج سے کوئی سات آٹھ سال قبل میں بھی اسی طرح کے دلائل اور کئی ایک مولانا کے بیانات سے بھرا ہوا کتابچہ پڑھ کر اور متاثر ہو کر بیمہ کرا کر پھنس گیا تھا مگر گذشتہ سال ۱۹۹۶ء کے مجلہ میں سے ایک مجلہ میں سوال وجواب کے کالم میں :

جناب حافظ صاحب آپ بنی نوع انسان کی بہتری کے لیے کوشاں ہیں اللہ آپ کو مزید توفیق دے (آمین) ایک اسی نوعیت کے مسئلہ کے حل کے بارے میں آپ کو زحمت دینی تھی میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس طرح کا مکمل جواب عنایت فرما کر مزید زیادہ شاکر ہونے کا موقع دیں گے ۔

(1) ہمارے علاقہ کے آڑھتی صاحب اور بڑے زمیندار لوگ چھوٹے اور غریب کسانوں کو کھاد اور زرعی ادویات فصل کے قرضہ پر دیتے ہیں ان کا طریقہ کار کچھ اس طرح ہوتا ہے ہے کہ مثلاً اگر ایک گٹو کھاد کا نقد روپے دے کر خرید اجائے تو اس کے وہ ۳۰۰/ روپے وصول کریں گے اور اگر ادھار یعنی موجودہ

ں (2)ہ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

مد!

ۃ۶/۷ مورخہ صفر ۱۴۱۷ھ میں حافظ عبدالسلام صاحب بھٹوی حفظہ اللہ تبارک وتعالیٰ دے چکے ہیں چنانچہ وہ مذکور بالا شمارہ پر لکھتے ہیں ؛

اللہ ﷺ نے خرید وفروخت کی وہ سب صورتیں حرام فرمادی ہیں جن میں سود کی آمیزش ہے ان میں سے ایک صورت وہ ہے جو ترمذی کی صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ «نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ» ﷺ نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا ۔ اس کی تشریح اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نقد لو تو اتنی قیمت ہے اور اگر ادھار

میرے بھائیو! جہاں تک میں نے احادیث کا مطالعہ کیا ہے اور پڑھا ہے ان علماء کی بات درست نہیں کیونکہ ابوداود شریف میں یہی حدیث تفصیل کے ساتھ آئی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا» جو شخص ایک بیع میں دو بیع کرتا ہے یا تو کم قیمت لے یا پھر وہ سود ہو گا ۔ اس سے ٭

شبے تو ان سے پہلا شبہ ہے : ''سود پیسے کے لین دین میں ہوتا ہے اس میں ایک طرف جنس ہے اور دوسری طرف روپے '' یہ شبہ بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ سود پیسے کے لین دین میں بھی ہوتا ہے ، جنس کے لین دین میں بھی اور جنس وپیسے کے لین دین میں بھی ۔ قرآن مجید کی کسی آیت اور رسول کریم ﷺ کی

، صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہے : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

ی ج1ص290 باب بیع التمر بالتمر)

، بدلے سود ہے مگر برابر برابر نقد بنقد اور جو جو کے بدلے سود ہے مگر برابر برابر نقد بنقد اور کھجور کھجور کے بدلے سود ہے مگر برابر برابر نقد بنقد ۔ تو آپ ﷺ کا یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ جنس کے لین دین میں بھی سود ہوتا ہے ۔

پھر رسول اللہ ﷺ کا پہلے مذکور فرمان ''جس نے ایک بیع میں دو بیعیں کیں تو اس کے لیے ان دونوں میں سے کم ہے یا سود '' اس امر کی دلیل ہے کہ پیسے اور جنس کے لین دین میں بھی سود ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان میں نہ تو پیسے کی تخصیص فرمائی ہے اور نہ ہی جنس کی تو آپ ﷺ کا یہ فرمان

'پ نے ایک پلاٹ لاکھ روپے میں خرید ا ایک سال بعد آپ کا وہی پلاٹ سوا لاکھ میں فروخت ہوتا ہے آیا وہ اوپر والی رقم کیا سود ہوگی ؟ جو یقیناً نہیں ہے اسی طرح وہ اس کو کاروباری منافع سمجھتے ہیں اور جائز قرار دیتے ہیں '' اس شبہ میں ''ایک سال بعد '' والی بات بالکل بے معنی ہے کیونکہ بسا اوقات آدمی ایک ؛

﴿ قَالُوٓا۟ إِنَّمَا ٱلْبَيْعُ مِثْلُ ٱلرِّبَوٰا۟ ۗ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰا۟ -- بقرة275

س لیے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تجارت اور سود ایک سے ہیں حالانکہ اللہ نے تجارت کو جائز کیا ہے اور سود کو حرام ''

رہی کاروباری منافع والی بات تو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر کاروباری نفع شریعت میں جائز نہیں کیونکہ سود بھی کاروباری نفع ہے مگر شریعت نے اس کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے تو پلاٹ لاکھ میں خرید کر اسی وقت یا سال بعد سوا لاکھ میں بیچنا سود نہیں جس طرح کوئی چیز دس روپے میں خرید کر اسی وقت یا سال بعد بارہ

بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا»

و قرار دیا ہے اس لیے یہ نفع محض اس لیے کہ کاروباری ہے جائز نہیں ہو گا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سود کے زمرہ میں آتا ہے تو سود والے حرام نفع کو حلال بیع سے حاصل شدہ حلال نفع پر قیاس کرنا درست نہیں اس کی مثال ایسے سمجھیں جیسے کوئی خمر وشراب کی تجارت یا خنزیر کی تجارت

مزید وضاحت کے لیے دیکھئے اگر کوئی یہ کہے کہ انسان کا اپنے باپ کی بیٹی کے ساتھ نکاح جائز ہے کیونکہ اس کا اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے آخر دونوں عورتیں ہی تو ہیں تو یہ قیاس درست نہیں ہو گا کیونکہ باپ کی بیٹی کے ساتھ نکاح شریعت میں حرام ہے اور چچا کی بیٹی کے ساتھ نکاح شریعت میں حلال ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

احکام ومسائل

خرید وفروخت کے مسائل ج1ص366

محدث فتویٰ